حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

اور

اُن کی شخصیت

مولانا ارشد جمال

اَلاِسلام مِشَن
بنارس، یوپی

Hazrat Hassan bin Sabit

aur un ki shakhsiyat

by

Maulana Arshad jamal.
D.43/107,Bazar Sadanand.
varanasi.u.p.(india)221001
+91-9307324317

First Published on line :

March- 2011

published by:

Al Islam mission

varanasi.u.p.



حسب ونسب

باپ کی طرف سے:-

''حسان بن ثابت بن منذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار (تیم اللہ) بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج انصاری''۔[۱]

جمہور مؤرخین نے اسی ترتیب کے ساتھ نسب نامہ کا ذکر کیا ہے، لیکن طبرانی نے بعض نام درمیان سے حذف کر کے درج ذیل طریقہ پر نسب نامہ بیان کیا ہے:

''حسان بن ثابت بن عمرو بن زید بن عدی بن نجار بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج''۔[۲]

تمام مؤرخین نے ''زید مناۃ'' کو ایک ہی شخص کا نام قرار دیا ہے، لیکن ذہبی نے ''زید'' کو ''مناۃ'' کا بیٹا بتایا ہے جو خلاف جمہور ہے۔[۳]

ماں کی طرف سے:-

''حسان بن فریعہ بنت خالد بن خنیس بن لوذان بن عبدوُد بن زید بن ثعلبہ بن خزرج بن کعب بن ساعدہ انصاری''۔[۴]

ابن سعد نے واقدی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ: ''فُریعۃ'' ؛ ''خُنَیس'' کی بیٹی ہیں، خالد کی نہیں[۵] اور بعض کا کہنا ہے کہ وہ خالد کی بہن ہیں[۶] مگر یہ قول خلاف جمہور ہے۔

خالد کے باپ ''خُنَیس'' کے سلسلہ میں بھی لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔ حاکم اور جزری نے تو ''خنیس'' ہی لکھا ہے[۷] مگر مزّی نے اسے ''حُبیش'' بتایا ہے(۸) اور بعض نے ''خَنَس'' بھی لکھا ہے۔[۹] اصل میں یہ اختلاف قدیم نسخوں کے غیر منقوط رسم الخط کی وجہ سے ہے۔ اگر یہ نقطے ہٹا دیئے جائیں تو قریب قریب سارے نام ایک جیسے ہو جائیں گے۔ اب کسی نے اس ایک رسم الخط

کو "حتیس" پڑھا اور کسی نے "حبیش" اور "خنس"۔ مگر روایت کے اعتبار سے اکثر نے اسے "خُنَیس" ہی بتایا ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے رشتہ

صاحبزادۂ رسول حضرت ابراہیم اور حسان کے بیٹے عبدالرحمٰن، خالہ زاد بھائی تھے۔ ماریہ قبطیہ اور سیرین قبطیہ، یہ دونوں بہنیں باندیاں تھیں۔ مقوقس بادشاہ نے ماریہ کو حضور کی خدمت میں نذر کیا تھا اور حضور نے سیرین کو حضرت حسان کے حوالہ کیا تھا۔ ماریہ کے بطن سے ابراہیم پیدا ہوئے اور سیرین نے عبدالرحمٰن کو جنا۔[۱۰] اِس لحاظ سے حسان کو رسول اللہ ﷺ سے نسبتِ قرابت حاصل تھی۔

ولادت ووفات

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخِ پیدائش کے سلسلے میں تاریخ وسیر کے اوراق بالکل ہی خاموش ہیں، البتہ سنِ وفات کی صراحت ملتی ہے، مگر اُس میں بھی اختلاف ہے جسے ہم ذیل میں درج کر رہے ہیں:-

- خلیفہ بن خیاط کے نزدیک.....۴۰ھ سے پہلے۔[۱۱]
- ہیثم بن عدی اور مدائنی کے نزدیک.....۴۰ھ۔[۱۲]

ذہبی نے اِس کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: "حضرت حسان نے ایک موقع پر جبلہ بن اَیہم (غسان کا بادشاہ) اور امیر معاویہ کے پاس (اُن کی حکومت کے زمانے میں) کچھ وفد روانہ کئے تھے اور اُن کی حکومت ۴۰ھ کے بعد قائم ہوئی تھی"۔[۱۳] یعنی حضرت حسان ۴۰ھ کے بعد بھی باحیات تھے، ورنہ لازم آئے گا کہ اُنھوں نے اپنی موت کے بعد امیر معاویہ کو وفد بھیجے تھے، جبکہ یہ مضحکہ خیز ہے۔ مزید یہ کہ واقدی، ابن اسحاق اور ابن سعد نے تو صاف لکھ بھی دیا ہے کہ: "حضرت حسان نے امیر معاویہ کے دورِ حکومت میں وفات پائی ہے۔[۱۴] لٰہذا آپ کی وفات: ۴۰ھ یا ۴۰ھ سے پیشتر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں بتانا، جیسا کہ ابن اثیر جزری کی تحریر میں بھی ہے۔[۱۵] معتبر تاریخ کے خلاف ہے۔

- یونہی ابن حجر عسقلانی کے قول ۵۰ھ[۱۶]
- یا حاکم کے قول ۵۵ھ[۱۷] پر بھی مؤرخین کا اتفاق نہیں۔

• ابن اسحاق، ابوعبید، ابن ہشام اور جمہور مؤرخین کے نزدیک.....۵۴ھ۔[۱۸]

یہی قول زیادہ مشہور اور قابل اعتبار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ذہبی اور ابن عماد حنبلی نے ۵۴ھ میں وفات پانے والوں کی فہرست میں حضرت حسان کو شامل رکھا ہے۔

عمر شریف

جملہ مؤرخین باتفاق رائے یہ لکھتے ہیں کہ: ''حضرت حسان نے ۱۲۰ سال کی عمر پائی ہے، حتی کہ ابن اثیر جزری نے صاف لکھ دیا ہے کہ اس مدت عمر میں کسی کو اختلاف نہیں۔[۱۹] ابن حجر عسقلانی نے اِسی کو جمہور کا مسلک قرار دیا ہے۔[۲۰] مگر مدائنی نے ۱۰۴ سال عمر بتائی ہے اور ابن ابی خیثمہ نے اُس پر جزم بھی کرلیا ہے۔[۲۱] ظاہر ہے کہ یہ مدائنی کا تفرد ہے۔

لطیفہ

ابن اسحاق، ابن سعد، حاکم اور مزی.....حضرت حسان کے پوتے سعید سے روایت کرتے ہیں کہ: ''حضرت حسان کے پردادا'' حرام'' اور دادا'' منذر'' اور والد'' ثابت'' اور خود'' حسان'' نے ۱۲۰ سال کی عمر پائی ہے۔ سعید کہتے ہیں کہ والد محترم جناب عبدالرحمٰن نے جب یہ بات کہی تو ہنستے ہنستے بچھونے پر لوٹ پوٹ ہوگئے، جب کہ اُن کی وفات ۴۸ سال ہی کی عمر میں ہوگئی''۔[۲۲]

حافظ ابونعیم کہتے ہیں کہ: عرب کے اندر ایک ہی شخص کی چار پشتوں نے لگاتار ۱۲۰ سال کی عمر پائی ہو، ایسا سننے میں نہیں آیا۔ یہ ایک عجیب اتفاق ہے۔[۲۳]

ائمہ لکھتے ہیں کہ حضرت حسان نے ۶۰ سال جاہلیت میں گذارے اور ۶۰ سال اسلام میں اور ۵۴ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔ اِس معاملہ میں حضرت حکیم بن حزام اُن کے شریک تھے۔ اُنھوں نے بھی ۶۰ سال جاہلیت میں گذارے اور ۶۰ سال اسلام میں اور ۵۴ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔ اُن دو کا کوئی تیسرا نہیں جس کی زندگی اِس انداز سے گذری ہو۔[۲۴]

مشرف بہ اسلام ہونا

چونکہ آپ کی پیدائش کے بارے میں کوئی تاریخی صراحت نہیں ملتی، اِس لئے یہ پتہ لگانا دشوار ہے کہ آپ کس سن ہجری میں مسلمان ہوئے۔ البتہ ایک صحیح اندازہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ نے ۶۰ سال کفر میں گذارے اور ۶۰ سال اسلام میں۔ (جیسا کہ ابن سعد، مصعب بن عبداللہ زبیری اور

دیگر ائمہ نے بالاتفاق لکھا ہے[۲۵] اور آپ کی تاریخ وفات ۵۴ھ ہے تو گویا آپ اپنی عمر کے ۶۱ ویں سال، اسلام میں داخل ہوئے اور وہ ہجرت سے ۶ سال پہلے کا زمانہ تھا۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ کی عمر شریف ۴۷ سال کی تھی اور اعلان نبوت کا ساتواں سال، جیسا کہ نووی نے لکھا ہے[۲۶] یعنی اسلام کی اشاعت کو ابھی سات ہی سال ہوئے تھے کہ آپ اس کے دامن میں پناہ گزیں ہو گئے۔ اِسی لئے ابن سعد نے آپ کو "**قدیم فی الاسلام**" لکھا ہے۔[۲۷]

تنقیحِ روایت

ابن اسحٰق لکھتے ہیں کہ: "میں نے حسان کے پوتے سعید سے دریافت کیا کہ ہجرت رسول کے وقت حسان کی کیا عمر تھی؟ تو اُنھوں نے جواب دیا: "۶۰ سال" اور رسول اللہ ﷺ کی عمر شریف بوقت ہجرت ۵۳ سال کی تھی"۔[۲۸] اِس روایت کی روشنی میں ۵۴ھ کی وفات کے حساب سے حضرت حسان کی کل عمر ۱۱۴ سال بنتی ہے جس کا کوئی بھی قائل نہیں۔

سنِ ولادت کی تحقیق

مذکورہ تحقیقات سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ۴۷ سال کے تھے۔ اُس وقت حضرت حسان کی عمر ۶۰ سال تھی۔ گویا رسول اللہ ﷺ سے اُن کی عمر ۱۳ سال زیادہ تھی، یعنی وہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت سے ۱۳ سال پہلے ہی اِس دنیا میں اپنی آنکھیں کھول چکے تھے اور وہ واقعہ فیل سے ۱۳ سال پہلے ۵۵۸ء کا زمانہ تھا۔

کنّیت

حضرت حسان کی دو کنیتیں ہیں: "ابوالولید" اور "ابوعبدالرحمٰن"۔

ابن حجر عسقلانی "ابوالمضرب" کا بھی ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی مشہور کنیت ہے۔[۲۹] مگر لوگ آپ کو "ابوالولید" یا پھر "ابوالحسام" کہہ کر پکارتے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ "ابوالمضرب"، مشہور کنیت نہیں تھی۔

القاب

دورِ صحابہ ہی سے آپ کے دو لقب بڑے مشہور تھے۔ ایک "شاعر رسول اللہ" دوسرا "ابوالحسام"۔ بعض موقعوں پر نام و کنیت کو چھوڑ کر آپ کو لقب ہی کے ذریعہ مخاطب کیا جاتا تھا، جیسا کہ

حاکم نے مستدرک میں حُرملہ کی ایک روایت لکھی ہے کہ: ''میں نے حسان کے پاس آ کر کہا: اے ابوالحسام!''۔[۳۰]

چونکہ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ممدوح پاک جناب رسالت مآب ﷺ کی دردو کیف میں ڈوبی ہوئی مدحت سرائی کیا کرتے تھے اور آپ کی بدگوئی کرنے والے خبیث دشمنوں کی زبردست ہجو اور مذمت کرنے میں اپنی زبان کھلی رکھتے تھے جس کے صلہ میں اُنھیں یہ قیمتی اعزاز حاصل ہوا، جیسا کہ ابن اثیر جزری اور نووی لکھتے ہیں کہ: ''حضرت حسان اپنے اشعار کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کی حمایت میں کافروں کے کلیجے چاک کر دیا کرتے، اُن کی عزت و ناموس تہ خاک کر ڈالتے، جس کے صلہ میں انہیں ''ابوالحُسام'' کا انعام ملا۔[۳۱] جس کے معنی ہیں ''تلوار والا''۔

ذہبی نے اُنھیں مزید دو القاب سے یاد کیا ہے۔ ایک ''سید الشعراء المؤمنین''، دوسرے ''مؤید بروح القدس''۔[۳۲] دوسرے لقب کا ماخذ رسول اللہ ﷺ کے وہ اقوال ہیں جو آپ نے جا بجا حضرت حسان کے بارے میں فرمائے ہیں۔ چنانچہ بخاری، ترمذی، ابوداؤد، احمد، حاکم، طبرانی مزی، ابن عبدالبر اور ذہبی؛ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں، الفاظ تو قدرے مختلف ہیں، مگر مفہوم سب کا قریب قریب ایک ہی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''نبی ﷺ حسان کے لئے مسجد میں منبر لگاتے، وہ اُس پر کھڑے ہو کر سرکار کی مدحت سرائی کرتے اور آپ کے دشمنوں کی بدگوئی کا جواب دیتے اور رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے:

''اِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَانَافَحَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ''۔

(بے شک اللہ روح القدس (جبریل) کے ذریعہ سے حسان کی تائید فرماتا ہے جب تک کہ وہ اللہ کے رسول کی طرف سے جواب دیتے رہیں)۔[۳۳]

اِس معنی کی اور روایتیں بھی ہیں، جیسا کہ نووی نے لکھا ہے۔[۳۴] چنانچہ طبرانی و حاکم نے حضرت براء سے روایت کیا ہے کہ: ''رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان سے فرمایا:

''اُهْجُمْ اَوْهَاجِهِمْ وَجِبْرِيْلُ مَعَكَ''۔

تم مشرکوں کی ہجو کرو، جبریل تمھارے ساتھ ہے۔[۳۵]

رسول اللہ ﷺ کی اِن حوصلہ بخش باتوں کو سن کر حضرت حسان کو بڑی خوشی حاصل ہوتی اور وہ

لوگوں سے فخر یہ کہا کرتے کہ: ''رسول اللہ ﷺ نے مجھے کہا ہے کہ تم مشرکوں کی ہجو کیا کرو۔ حضرت براء سے یہ روایت بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان سے کہا:

''اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسَ مَعَكَ مَا هَاجَيْتُمْ يَعْنِى الْمُشْرِكِيْنَ'' ۔[۳٦]

(جب تک تم مشرکوں کی ہجو کرو گے، یقیناً روح القدس تمھارے ساتھ ہوگا۔)

''حسان بن ثابت لوگوں کے حلقہ میں تشریف فرما تھے جن میں ابو ہریرہ بھی شامل تھے۔

یونہی سعید بن مسیّب اور ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے مروی ہے کہ اُنھوں نے ابو ہریرہ سے کہا: اے ابو ہریرہ! آپ کو اللہ کی قسم! کیا آپ نے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میری طرف سے جواب دو، اے اللہ! اُس کی روح القدس سے مدد فرما!

تو ابو ہریرہ نے کہا: ''بخدا! ہاں۔[۳۷]

رسول اللہ ﷺ کا کہا سچ ثابت ہوا اور آپ کی یہ دعا مستجاب ہوئی، چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام نے نعت کے ستر اشعار میں حضرت حسان کی مدد فرمائی، جیسا کہ حضرت بریدہ سے مروی ہے۔[۳۸]

نعت رسول پڑھنے میں حضرت حسان کی دلیری

احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، حضرت سعید بن مسیّب سے روایت کرتے ہیں کہ:

''عمر مسجد میں آئے، جبکہ حسان شعر پڑھ رہے تھے تو اُنھوں نے حسان کو گھور کر دیکھا تو حسان نے کہا: میں مسجد میں شعر پڑھتا تھا، جبکہ یہاں آپ سے بہتر انسان ہوا کرتا تھا، پھر حسان، ابو ہریرہ کی جانب متوجہ ہو کر بولے: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اے اللہ! میری طرف سے جواب دو! اے اللہ حسان کی روح القدس کے ذریعے مدد فرما!؟

اِس پر اُنھوں نے جواب دیا کہ ہاں! میں جانتا ہوں۔[۳۹]

احمد و طبرانی نے اِسی معنی کی ایک اور روایت نقل کی ہے جو حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ:

حسان مسجد میں شعر پڑھ رہے تھے، عمر، اُن کے پاس سے گذرے تو اُنھیں دیکھ کر کہا: ''کیا یہ شعر و شاعری مسجد میں؟ کیا یہ شعر و شاعری مسجد میں؟

اُس پر حسان نے کہا: قسم خدا کی! میں تو اُس شخص کے بارے میں شعر پڑھ رہا ہوں جو آپ سے بہتر ہے۔ عمر کو اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ رسول اللہ ﷺ کا نام نہ لیں، تو اُنھیں شعر پڑھنے کی رخصت و اجازت دے دی"۔[۴۰] ذہبی نے سیر میں جو روایت پیش کی ہے، اُس میں یہ ہے کہ جب حضرت حسان نے اپنی وہ بات کہی تو حضرت عمر نے فرمایا: "آپ نے سچ کہا"۔[۴۱]

اِن روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ کو اِس بات پر بڑا فخر تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اُن کی اِس نعتیہ شاعری کی بنیاد پر بڑی حوصلہ افزائی فرمائی تھی اور اُنھیں اِس کام کے لئے بار بار ابھارا بھی تھا اور یہ خوشخبری بھی سنائی تھی کہ روح القدس کی طرف سے تمھیں تائید حاصل ہے۔

حضرت حسان کے اشعار اور دشمن رسول کی دلخراشی

کفار قریش کی عادت تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی برائیاں اپنے اشعار میں بیان کرتے، تا کہ سننے والوں کے دلوں پر برا اثر پڑے۔ رسول اللہ ﷺ نے چاہا کہ قریشیوں کی اِس عادت کا منہ توڑ جواب دیا جائے، چنانچہ ایک ایسا ہی موقع تھا جب کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اُن سبھوں کو اینٹ کا جواب پتھر سے دیا۔ اِس سلسلے میں تاریخ و سیر کی کتابوں میں جو روایتیں لکھی ملتی ہیں، اُن میں واقعہ نگاری اور طرز بیان کا بڑا اختلاف پایا جاتا ہے۔ اُن سب کا ایک خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

"ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب، عبداللہ بن زَبَعری، عمرو بن عاص، ضرار بن خطاب، مشرکین قریش میں سے یہ وہ چار اشخاص تھے جو رسول اللہ ﷺ کی ہجو کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ بھی اِس جماعت کی ہجو کریں تو اُنھوں نے کہا کہ پہلے میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے لوں، پھر ایسا کرتا ہوں۔ اِس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ جو کہنا چاہتے ہیں۔ اِس کا تعلق ہم سے نہیں ہے، پھر ارشاد فرمایا کہ: "وہ قوم جو اپنے رسول کی تلوار کے ذریعہ مدد کرتی ہے، اُسے کس چیز نے روکا ہے کہ اپنی زبان کے ذریعہ اُن کی مدد کرے؟ قریش کی ہجو گوئی کرو کیوں کہ یہ اُن کے حق میں زیادہ سخت بات ہے"۔ اِس کے بعد آپ نے کعب بن مالک اور حسان کو بلوایا۔ جب حسان آئے تو کہنے لگے کہ آپ حضرات نے ایک ایسے شیر کو طلب کیا ہے جو اپنی زبان سے حملہ کرتا ہے۔ اتنا کہا اور اپنی زبان نکالی (گویا وہ سانپ کی کالی زبان تھی) پھر اسے مسلنے اور ہلانے لگے اور اللہ کے ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگے کہ: "اُس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ

بھیجا ہے، میں اُن سب کو اپنی زبان سے چیر کر رکھ دوں گا''۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قریش کی ہجو کیسے کرو گے حالانکہ میں بھی اُسی قبیلہ سے ہوں؟ اور تم ابوسفیان کی ہجو کیسے کرو گے، حالانکہ وہ میرا چچازاد بھائی ہے''۔حسان نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! میں آپ کو اُن لوگوں کو درمیان سے ایسے نکال لوں گا جیسے آٹے سے بال نکالا جاتا ہے''۔فرمایا: ''نہیں! پہلے جاؤ، ابوبکر سے ملو، کیوں کہ اُنھیں قوم کے نسب نامہ کا تم سے زیادہ علم ہے۔لھٰذا اُن سے پتہ کرو، تاکہ وہ تمھارے واسطے میرا نسب نامہ صفائی کے ساتھ بیان کر دیں''۔حضرت حسان ابوبکر کے پاس آئے تاکہ اُن سے نسب ناموں کے متعلق معلومات حاصل کریں، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بتانے لگے کہ فلاں فلاں کے بارے میں کچھ نہ کہنا اور فلاں فلاں کی ہجو گوئی کر سکتے ہو۔جب ساری معلومات فراہم کر لی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اُن مشرکین قریش کی ہجو کرنے لگے۔رسول اللہ ﷺ نے جب اُن کے وہ اشعار سنے تو اُنھیں مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

''بے شک روح القدس برابر تمھاری تائید میں لگا ہوا ہے جب تک تم اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے مدافعت کر رہے ہو''۔

مزید فرمایا:

''حسان نے اُن مشرکین کی ہجو گوئی کی تو اُنھیں صحت نصیب ہو''۔[۴۲]

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے وہ اشعار درج ذیل ہیں:-

هَجَوْتَ مُحَمَّداً فَأَجَبْتُ عَنْهُ
وَعِنْدَ اللّٰهِ فِيْ ذَاكَ الْجَزَاءُ

هَجَوْتَ مُحَمَّداً بَراً حَنِيْفاً
رَسُوْلَ اللّٰهِ يَشْمَتُهُ الْوَفَاءُ

فَإِنَّ أَبِيْ وَ وَالِدَتِيْ وَعِرْضِيْ
لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْكُمْ وَقَاءُ

عَدِمْنَا خَيْلَنَا وَ لَمْ تَرَوْهَا

تُثِيْرُ النَّقْعَ مَوْعِدُهَا كَدَاءُ

يُنَازِعْنَ عَنِ الأعِنَّةِ مُصْعِدَاتٍ
عَلٰى أَكْتَافِهَا الْأَسَلُ الظِّمَاءُ

تَظَلُّ جِيَادُنَا مُتَمَطِّرَاتٍ
تُلَطِّمُهُنَّ بِالْخُمُرِ النِّسَاءُ
فَاِنْ أَعْرَضْتُمْ عَنَّا اعْتَمَرْنَا

وَكَانَ الْفَتْحُ وَانْكَشَفَ الْغِطَاءُ

وَإِلَّا فَاصْبِرُوْا لِضِرَابِ يَوْمٍ
يُعِزُّ اللّٰهُ وَ فِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ
وَ قَالَ اللّٰهُ قَدْ أَرْسَلْتُ عَبْدًا
يَقُوْلُ الْحَقَّ لَيْسَ بِهٖ خِفَاءُ
وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ أَرْسَلْتُ جُنْدًا
هُمُ الْاَنْصَارُ عُرْضَتُهَا اللِّقَاءُ
تُلَاقِيْ كُلَّ يَوْمٍ مِّنْ مَّعَدٍّ
سِبَابًا أَوْ قِتَالًا أَوْ هِجَاءُ
فَمَنْ يَّهْجُوْ رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْكُم
وَيَمْدَحُهٗ وَيَنْصُرُهٗ سَوَاءُ
وَ جِبْرِيْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْنَا
وَرُوْحُ الْقُدْسِ لَيْسَ لَهٗ كِفَاءُ

[۴۳]

ترجمہ:-

• تو نے محمد ﷺ کی ہجو کی تو میں نے اُن کی طرف سے جواب دیا......خدا کی بارگاہ سے اُس کی جزا ملے گی۔

- تو نے نیک، سیدھے، خدا کے رسول، محمد ﷺ کی ہجو کی......زندگی جن کو دہائی دیتی ہے۔
- بے شک میرے ماں باپ اور میری ساری پونجی......ناموسِ محمد ﷺ کے لئے تم کافروں کے حق میں ڈھال ہے۔
- ہم اپنے گھوڑے کھو دیں اگر تم اُنھیں نہ دیکھو......کدا کی گھاٹی میں گرد و غبار اڑاتے ہوئے۔
- پیاسے نیزے اُس کے کاندھوں پر چڑھنے کے لئے لگام سے جھگڑا کرتے ہیں۔
- ہمارے عمدہ گھوڑے تیز رفتاری کے ساتھ دوڑتے رہتے ہیں......اور عورتیں اُنھیں اپنے دوپٹوں سے (روکنے کے لئے) مارتی رہتی ہیں۔
- اور اگر تم لوگوں نے روگردانی کی تو ہم ارادہ باندھیں گے......فتح ہو گی اور پردہ ہٹے گا۔
- ورنہ اُس دن کی جنگ کا انتظار کرو جس دن کہ......اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا عزت دے گا۔
- اور اللہ نے فرمایا کہ: میں نے ایسے بندہ کو بھیجا ہے...... جو حق بولے گا جس میں کوئی پوشیدگی نہیں۔
- اور اللہ نے فرمایا کہ: میں نے ایک ایسا مددگار لشکر مہیا کر دیا ہے کہ......جس کا ارادہ مڈبھیڑ کا ہے۔
- وہ لشکر ہر دن قبیلۂ معد سے مڈبھیڑ کرتا ہے......قیدی بنا کر، جان سے مار کر یا ہجو کر کے۔
- تو کیا جو رسول اللہ کی ہجو کرتا ہے......اور وہ جو اُن کی مدح و نصرت میں لگا رہتا ہے، دونوں برابر ہیں؟
- اور جبریل، اللہ کا پیغامبر ہمارے درمیان ہے......وہ روح القدس جس کا کوئی ہمسر نہیں۔

حلیہ و اوصاف

گیسو............آپ کی پیشانی کے بال آنکھوں کی جانب لٹکے ہوئے تھے، چنانچہ حاکم اور ذہبی، سلیمان بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ: "میں نے حسان کو دیکھا کہ آپ اپنی پیشانی کے بال آنکھوں کی جانب لٹکائے ہوئے تھے"۔[۴۴]

آنکھیں............واقعۂ اِفک کے بعد آپ کی بینائی جاتی رہی، جس کا آپ کو بڑا ملال تھا۔

اِس سلسلے کی روایتیں واقعۂ افک کے بیان میں آئیں گی۔

زبان............آپ کی زبان کافی لمبی تھی۔ جسے وہ برجستہ سانپ کی طرح حرکت دیا کرتے تھے اور اُسے ناک کی نوک تک پہنچا دیا کرتے تھے۔ جیسا کہ ذہبی اور مزی نے روایت کیا ہے کہ ابن کلبی کہتا ہے کہ: ''حسان کی زبان سانپ والی تھی''۔[۴۵] اس کی تائید ذہبی اور ابن عساکر کے اِس بیان سے بھی ہوتی ہے کہ: ''ایک مرتبہ حضرت حسان نے مشرکوں کی ہجو کرنی چاہی تو اُس وقت اُن کی ادا یہ تھی کہ: اپنی زبان نکالی جس کی نوک کالی تھی، اُسے ناک پر پھیرا، گویا وہ کسی سانپ کی زبان ہو، پھر ٹھڈی پر پھیرا''۔[۴۶]

ابن عماد حنبلی نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ ان کی زبان پیشانی تک پہنچ جایا کرتی تھی۔[۴۷] مگر عقل و نقل سے محروم یہ بات مبالغہ سمجھ میں آتی ہے۔

دل............آپ دل کے کمزور تھے، جیسا کہ ابن سعد نے واقدی کے حوالہ سے لکھا ہے۔[۴۸]

ابن عبدالبر لکھتے ہیں کہ:

''اکثر اہلِ اخبار و سیر نے کہا ہے کہ: حسان لوگوں میں سب سے زیادہ کمزور دل تھے''۔[۴۹]

ابن حجر عسقلانی تحریر کرتے ہیں کہ:

''شعر و سخن کی خوبیوں کے باوجود آپ دل کے کمزور تھے۔[۵۰]

ذہبی اور مزی ابن کلبی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ:

''اُنہیں ایک ایسی علّت پہنچ گئی تھی جس نے اُن کے دل کو کمزور کر دیا تھا''۔[۵۱]

تنقیدِ روایت

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے متعلق کہی گئی اس بات کا (کہ آپ دل کے کمزور تھے) بعض اہلِ علم نے انکار کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ: ''اگر یہ بات درست ہوتی تو کافروں کی ایک جماعت اُن کی برائی ضرور کرتی، کیوں کہ وہ اُن کی ہجو گوئی کیا کرتے تھے، مگر کافروں کی اُس جماعت نے آپ کی بزدلی کو آڑ بنا کر کبھی اُن کی ہجو نہیں کی۔ یہ اِس بات کا ثبوت ہے کہ آپ کے اندر دل کی ایسی کوئی کمزوری نہیں تھی۔[۵۲]

میری رائے میں حضرت حسان کے دل کی کمزوری کا معاملہ تھوڑا توجیہ طلب ہے۔ جو

حضرات اِس کے منکر ہیں، اُن کی دلیل منطقی نہیں، کیوں کہ حضرت حسان نابینا بھی ہو گئے تھے، مگر کسی کافر نے اِس بات پر اُن کی ہجو نہیں کہ، جب کہ یہ کمزوریِ دل سے بڑا عیب تھا، تو اِس سے یہ نتیجہ کیسے نکل سکتا ہے کہ حضرت حسان نابینا ہی نہیں تھے۔ اِس کے علاوہ یہ سوال تو باقی ہی رہ جاتا ہے کہ:

کسی شخص نے اُن کی ہجو کی بھی ہے یا نہیں؟

اگر کی ہے تو کیا اُن کے تمام عیوب شمار کرا دیئے ہیں؟

اگر نہیں کرائے ہیں تو کمزوریِ دل کا معاملہ اُسی خانہ میں رکھا جائے گا۔

اور اگر سرے سے اُن کی ہجو ہی نہیں ہوئی ہے تو پھر کسی استدلال کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔

پھر کہاں یہ عقل کے اندازے اور کہاں روایتوں کا دستاویز؟!

جو لوگ حضرت حسان کو کمزور دل کا مانتے ہیں، اگر اُن کی مراد یہ ہے کہ شروع ہی سے اُن کے اندر یہ بیماری تھی تو یہ غلط ہے، کیونکہ حضرت حسان اپنی عمر کے آخری حصہ میں ایک اتفاقی حادثہ کی بنیاد پر کمزور دل ہو گئے تھے۔ جیسا کہ ابن اسحٰق، محمد بن ابراہیم تیمی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں:

''صفوان بن معطل نے ایک مرتبہ حسان کو تلوار سے مار دیا تھا جس کے بدلے میں رسول اللہ ﷺ نے اُنھیں مدینہ میں قصر بنی جدیلہ نام کی ایک جگہ اور سیرین نام کی ایک قبطی لونڈی عطا فرمائی تھی۔ حسان کے بیٹے عبدالرحمٰن اُسی قبطی لونڈی کے پیٹ سے تھے۔[۵۳]

ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ علماء نے اِسی روایت سے یہ استدلال کیا ہے کہ: صفوان کی اُسی مار سے حسان کا دل کمزور ہو گیا تھا''۔[۵۴]

واقعۂ افک اور حضرت حسان

منافقوں کے سردار عبداللہ بن اُبی کی چال سے جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکدامنی پر جھوٹا الزام لگایا گیا تھا تو اُس میں جہاں منافقوں کا پورا گروپ شامل تھا وہیں پر کچھ صحابۂ کرام بھی اُس سازش کے شکار ہو گئے تھے۔ بعض غلط فہمی کی وجہ سے حضرت حسان رضی اللہ عنہ بھی اُس الزام تراشی میں آ گئے۔ چونکہ منافقوں کا اٹھایا ہوا یہ فتنہ کوئی معمولی فتنہ نہ تھا، بلکہ یہ نبی کے گھر کی عزت کا سوال تھا جس کی وجہ سے مسلمان اُس وقت بڑے سوگوار نظر آ رہے تھے۔ صحابۂ کرام کے درمیان ہیجان برپا تھا۔ رسول اللہ ﷺ سراپا اضطراب بنے ہوئے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار سی

ہوچکی تھیں، سارا ماحول رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کا منتظر تھا اور رسول اللہ ﷺ کو پورا یقین تھا، اللہ عزوجل کے عدل وانصاف پر کامل اعتماد تھا اور پھر وہ وقت آ ہی گیا جبکہ حضرت جبریل علیہ السلام، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا پروانہ لے کر اُترے اور پھر اُن کی برأت کا اعلان ہر سمت گونج اٹھا۔ رسول اللہ ﷺ نے سورۂ نور کی آیتیں پڑھ کر سب کو خدا کا آخری فیصلہ سنا دیا، چونکہ کسی نیک، پارسا اور عفت شعار بی بی کی عصمت پر زنا کا جھوٹا الزام لگانے کی پاداش میں شرعی قانون کے اعتبار سے اَسّی کوڑے کی سزا مقرر ہے، اِس لئے منافقوں کو اُس کی بھرپور سزا ملی اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اُس سے محفوظ رہے، کیونکہ اُنھوں نے حضرت عائشہ کے بارے میں کوئی ایسی بات اپنے منہ سے نہ نکالی تھی جس سے اُن کی عزت وآبرو پر حرف آتا، محض منافقوں کی دھوکہ دھڑی کی وجہ سے وہ مغالطہ میں پڑ کر اُن کے ساتھ ہو گئے تھے۔[۵۵]

ایک شبہ کا ازالہ

ابن الکلبی اپنی ایک روایت میں کہتا ہے:

''بے شک رسول اللہ ﷺ نے اُن سبھوں کو اَسّی اَسّی کوڑے لگائے جنھوں نے حضرت عائشہ کے بارے میں کچھ کہا تھا۔ اُن میں حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش شامل تھے اور حسان اُن لوگوں میں سے تھے جو الزام تراشی میں ملوّث تھے اور جنھیں کوڑے لگائے گئے تھے''۔[۵۶]

ابن عبدالبر اور ابن اثیر جزری اس روایت کے تعلق سے لکھتے ہیں کہ لوگوں نے اِس روایت کا انکار کیا ہے اور یہ اعتراف کیا ہے کہ نہ تو حضرت حسان کو کوڑے لگائے تھے اور نہ ہی وہ الزام تراشی میں ملوث تھے۔ اُن حضرات نے دلیل میں اُس روایت کو پیش کیا ہے جسے زبیر بن بکار نے محمد بن سائب بن برکہ کی والدہ اور مسلم بن خالد نے یوسف بن نامت سے روایت کیا ہے کہ:

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حالت طواف میں تھیں اور ان کے ساتھ ام حکیم بنت خالد بن عاص اور اُم حکیم بنت عبداللہ بن ابی ربیعہ بھی تھیں، اُن میں حسان کا ذکر چھڑ گیا تو وہ اُنھیں برا بھلا کہنے لگیں۔ اِس پر حضرت عائشہ نے فرمایا کہ: مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اُنھیں جنت میں داخل فرمائے گا، کیونکہ وہ اپنی زبان کے ذریعہ نبی ﷺ کا دفاع کرتے تھے۔ کیا اُنھوں نے یہ نہیں کہا ہے کہ ؎

فَـــاِنَّ أَبِــیُ وَ وَالِــدَتِیُ وَعِـرُضِـیُ
لِعِرُضِ مُـحَـمَّدٍ مِّنُكُمُ وَقَاءُ

(بے شک میرے ماں باپ اور میری ساری پونجی...... ناموسِ محمدﷺ کے لئے تم کافروں کے حق میں ڈھال ہے۔)

راوی کا بیان ہے کہ حضرت حسان اِلزام تراشی سے بری تھے۔ اِس لئے کہ جب اُن دونوں نے کہا کہ: کیا اُنھوں نے آپ کے بارے میں (الزام والی) وہ بات نہیں کہی تھی؟ مسلم بن خالد کی روایت میں یہ ہے کہ اُن دونوں نے کہا: کیا وہ اُن لوگوں میں سے نہیں ہیں جن پر اللہ نے دنیا اور آخرت میں لعنت بھیجی ہے؟ کیوں کہ اُنھوں نے آپ کے بارے میں (الزام والی) بات کہی تھی۔[۵۷] اِس پر حضرت عائشہ نے کہا کہ اُنھوں نے کچھ نہیں کہا تھا۔ ہاں! وہ تو یہ کہتے ہیں ۔

حَـصَـانٌ رَزَانٌ مَـا تُـزَنٌّ بِرِیُبَةٍ
وَتُـصُبِـحُ غَـرُثَـیُ مِنُ لُحُوُمِ الُغَوَافِلِ
فَـاِنُ كَـانَ قَـدُ قِیُـلَ عَنِّیُ قُلُتُهُ
فَلَا رَفَعُتُ سَوُطِیُ اِلَی أَنَامِلِی[۵۸]

(بوجھل قسم کی پارسا عورت کے بارے میں شک کی وجہ سے برا گمان کیا جاتا ہے، حالانکہ غفلت میں رہنے والیوں میں سے بعض بھری پُری ہونے کے باوجود بھوکی ہوتی ہیں۔
میرے بارے میں کہا گیا ہے کہ میں نے وہ (الزام والی) بات کہی ہے تو اگر معاملہ ایسا ہے تو میں اپنا کوڑا اپنی انگلیوں کے سپرد کرنے والا نہیں۔)

حضرت حسان کی پوزیشن

تاریخ کے حوالوں میں یہ بات تو ضرور ملتی ہے کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ منافقوں کے دامِ فریب میں مبتلا ہو گئے تھے اور آپ نے اُن کی باتوں پر توقف کر لیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ کچھ لوگوں کی نظر میں اُن کی پوزیشن خراب بھی ہو چکی تھی اور بعض حضرات تو بڑے بدظن ہو کر اُن کو برا بھلا بھی کہنے لگے تھے، جیسا کہ سعید بن جبیر کی درج ذیل روایت سے پتہ چلتا ہے:

"کسی نے ابن عباس سے کہا: حسان لعین آ گئے تو ابن عباس نے فرمایا: وہ لعین نہیں ہیں۔

اُنھوں نے تو اپنی زبان اور جان کے ذریعہ سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کیا ہے"۔[۵۹]

اِس کے علاوہ اور بھی کئی روایتیں ہیں، جن میں سے ایک کا ذکر اوپر ہو بھی چکا ہے، جو اِس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ واقعۂ اِفک کے بعد کچھ لوگ اُن سے بددل ہو گئے تھے۔

حسان کے ساتھ حضرت عائشہ کا سلوک

اِس حادثہ (واقعۂ افک) کے رونما ہونے کے باوجود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دل کبھی اُن کی طرف سے میلا نہیں ہوا، نہ وہ اُنھیں بری نظر سے دیکھتی تھیں اور نہ ہی اُن کے حق میں بری زبان استعمال کرتی تھیں، بلکہ اِس کے برعکس وہ اُنھیں عزت سے بٹھاتیں اور اُن کے ساتھ ہمدردی سے پیش آتیں۔ یہیں تک بس نہیں، بلکہ وہ برا بھلا کہنے والوں سے اظہار ناراضگی فرماتیں۔ جیسا کہ ذیل کی اِس روایت سے ظاہر ہے:

"ابن عساکر اور ذہبی روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن حوشب نے عطاء بن ابی رباح کو کہتے ہوئے سنا کہ: حسان، نابینا ہونے کے بعد حضرت عائشہ کے پاس آئے تو اُنھوں نے اُن کے لئے چادر بچھائی۔ اتنے میں اُن کے بھائی عبدالرحمٰن آ گئے اور کہنے لگے: آپ نے اُنھیں چادر پر بٹھا رکھا ہے! جب کہ یہ آپ کے بارے میں کیا کیا کہہ چکے ہیں۔ (یعنی واقعۂ افک کے موقع کی الزام تراشیاں۔)

حضرت عائشہ نے جواب دیا کہ: وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جواب دیتے تھے اور دشمنوں کی ہجو کر کے آپ کے دل کو ٹھنڈا کرتے تھے اور اَب وہ نابینا ہو چکے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آخرت میں وہ عذاب سے محفوظ رہیں گے"۔[۶۰]

عروہ سے روایت ہے کہ عائشہ اِس بات کو ناپسند کرتی تھیں کہ کوئی اُن کے پاس حسان کو برا بھلا کہے اور کہتیں کہ کیا اُنھوں نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں نہیں کہا ہے ۔

فَــاِنَّ أَبِــيْ وَ وَالِــدَتِيْ وَعِـرْضِـيْ

لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْكُمْ وَقَاءٌ [۶۱]

(بے شک میرے ماں باپ اور میری ساری پونجی؛ ناموس محمد ﷺ کے لئے تم کافروں کے حق میں ڈھال ہے۔)

صرف ایک موقع ہمیں ایسا نظر آتا ہے جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی بیزاری دکھلائی ہے اور ساتھ ہی ساتھ وہیں پر اپنی ہمدردی بھی جتلا دی ہے۔ جیسا کہ حضرت مسروق کا بیان ہے کہ: ''میں حضرت عائشہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اتنے میں حضرت حسان جو اُس وقت نابینا ہو چکے تھے آئے اور آ کر یہ شعر پڑھا ؎

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ

وَتُصْبِحُ غَرْثَىٰ مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ

(بوجھل قسم کی پارسا عورت کے بارے میں شک کی وجہ سے برا گمان کیا جاتا ہے، حالانکہ غفلت میں رہنے والیوں میں سے بعض بھری پُری ہونے کے باوجود بھوکی ہوتی ہیں۔)[٦٢]

اِس پر حضرت عائشہ نے فرمایا: لیکن تم ایسے نہیں ہو، پھر میں نے اُن سے کہا: آپ اُن کو آنے کی اجازت دیتی ہیں، جب کہ اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے:

﴿ وَالَّذِىْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴾[٦٣]

(اور اُس میں سے جس نے بڑا حصہ لیا، اُس کے لئے بڑا عذاب ہے۔)

تو حضرت عائشہ نے جواب دیا: اندھے پن سے زیادہ سخت کون سا عذاب ہوگا؟

مزید کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے تھے اور اُن کی طرف سے مشرکین کی ہجو گوئی کا جواب دیتے تھے''۔[٦٤]

جنگ میں شرکت

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بحیثیت مجاہد کس جنگ میں شریک ہوئے ہیں؟ تاریخ میں اِس کی وضاحت نہیں، البتہ بحیثیت مجاہد کسی نہ کسی جنگ میں ضرور شریک ہوئے ہیں۔ اِس بات سے صرف واقدی کو انکار ہے، ورنہ ابن عساکر، ذہبی اور مزی، ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ:

''حسان نے اپنی جان اور اپنی زبان کے ذریعہ نبی ﷺ کے ساتھ جہاد کیا ہے''۔[٦٥]

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد ذہبی لکھتے ہیں: ''میں کہتا ہوں یہ روایت اِس بات کی دلیل ہے کہ حضرت حسان نے جنگ لڑی ہے''۔[٦٦]

اِس کے علاوہ ابن کلبی کی گذشتہ روایت سے بھی پتہ چلتا ہے کہ جب سے اُن کے اندر کمزوری والی علت پیدا ہوئی تب سے وہ نہ تو جنگ کرنے کے قابل رہے اور نہ اُس میں شریک ہونے کے۔یعنی جب تک علت نہیں پیدا ہوئی تھی تب تک وہ جنگ میں شریک ہوتے رہے۔

جنگ لڑنے کی تو کوئی روایت نہیں ملتی، البتہ کمزوریِ دل کے عارضہ کے بعد بھی جنگ میں محض شریک ہونے کی ایک روایت فراہم ہوتی ہے، چنانچہ بخاری، ابن سعد، ذہبی اور مزی نے جو کچھ روایت کیا ہے، اُس کا ایک خلاصہ ذیل میں درج ہے:

''ابن زبیر کہتے ہیں کہ میں جنگ خندق کے موقع پر حسان بن ثابت کے بلند قلعہ میں کچھ عورتوں کے ساتھ تھا۔وہ قلعہ کے اردگرد کھونٹوں پروار کررہے تھے، یعنی جب رسول اللہ ﷺ کے اصحاب، مشرکین پر حملہ کرتے تو یہ کھونٹے پر حملہ کرتے اور اُس پر تلوار سے مارتے اور جب مشرکین قدم آگے بڑھاتے تو وہ کھونٹے سے دور الگ ہٹ جاتے۔گویا وہ اُن کے سامنے بہادری سے لڑ رہے ہوں۔اِس طرح وہ اُن مجاہدین کی نقل اتار رہے تھے جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کمزور دل ہوتے ہوئے بھی لڑ رہے ہیں۔مزید کہتے ہیں کہ: ایک یہودی مخبری کی غرض سے قلعہ کے اردگرد چکر کاٹ رہا تھا تا کہ کوئی بات ملے۔تو حضرت صفیہ نے حسان سے کہا کہ جاؤ اس آدمی کو مار ڈالو۔حسان وہاں پہ کمزور دل ثابت ہوئے جیسے وہ ڈر گئے ہوں۔کہنے لگے کہ اگر میں لڑنے لائق ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتا۔صفیہ نے کہا کہ لاؤ! تلوار مجھے دو۔پھر وہ دھیرے دھیرے نیچے اتریں اور آہستہ سے دروازہ کھولیں اور اُس پر حملہ کر دیا اور جان سے مار ڈالا، پھر اُس کا سر کاٹ کر حسان کو دیا اور کہا کہ اُسے لے جا کر یہودیوں کے سامنے پھینک آؤ (جو قلعہ کے نیچے تھے) کیوں کہ یہ مرد، عورت سے (یعنی مجھ سے) زیادہ سخت وار کرنے والا تھا تا کہ اُس کے ساتھی کٹا ہوا سر دیکھ کر مرعوب ہو جائیں۔حسان نے کہا: بخدا میں اِس لائق نہیں۔صفیہ نے سر کو اٹھا کر اُن یہودیوں کے سامنے پھینک دیا تو اُن سبھوں نے کہا: قسم خدا کی! اب ہم نے جان لیا کہ یہ لوگ ایسے نہیں ہیں کہ اپنے اہل وعیال کو یونہی اکیلا چھوڑ جائیں۔اتنا کہا اور سب اِدھر اُدھر ہو گئے''۔ [٦٧]

فضل وکمال

رسول اللہ ﷺ نے، حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی شاعری کو مدنظر رکھتے ہوئے، صحابہ کرام

کی پاکیزہ مجلس میں، اُن کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے جو مبارک کلمات اِرشافرماتے تھے، وہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی پہلی خاص فضیلت ہے۔ اُس کے علاوہ بھی بعض دوسری حدیثوں سے آپ کے فضل وکمال کی نشاندہی ہوتی ہے۔ چنانچہ ذہبی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ حسان کے بارے میں نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''لَا يُحِبُّهُ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُهُ اِلَّا مُنَافِقٌ''۔

(حسان سے محبت رکھنے والا مومن ہی ہوگا اور اُن سے بغض رکھنے والا منافق ہی ہوگا۔)

اِس حدیث پر نقد کرتے ہوئے ذہبی رقم طراز ہیں کہ: ''مسند رُویانی کی یہ حدیث منکر ہے، کیونکہ یہ ابو ثمامہ کی روایت ہے جو ایک مجہول راوی ہے اور پھر یہ عمر بن اسماعیل نام کے جس راوی سے روایت کرتا ہے، وہ بھی مجہول ہے۔ البتہ اس روایت کو تقویت پہنچانے کے لئے کچھ دوسری شواہد قسم کی روایتیں ہیں۔ اُن میں سے ایک روایت وہ ہے جسے واقدی نے سعید بن ابوزید انصاری سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں:

''حَسَّانٌ حِجَازٌ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُنَافِقِيْنَ لَا يُحِبُّهُ مُنَافِقٌ وَّلَا يُبْغِضُهُ مُؤْمِنٌ''۔[۲۸]

(حسان مومنوں اور منافقوں کے درمیان خط امتیاز ہیں، اُن سے منافق محبت نہیں کرے گا اور مومن اُن سے بغض نہیں رکھے گا۔)

قانون شرع کی پابندی

قانون شرع کی پابندی کرتے کرتے ایک شخص متقی اور پرہیزگار بنتا ہے۔ صحابۂ کرام اِس میدان میں پیش پیش تھے اور وہ بھی ایسے جذبات کے ساتھ کہ اُنھوں نے اپنے بچپن اور جوانی کی بے شمار عادتوں کو اسلام کے ایک اشارے پر قربان کر دیا تھا۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی اِن جذبات سے سرشار نظر آتے ہیں۔

مصعب بن زبیری کا بیان ہے کہ: ''حسان اپنی قوم کے چند جوانوں کے پاس اچانک پہنچے جو شراب پی رہے تھے، اُنھوں نے اُن سبھوں کو اُس پر عار دلایا تو وہ سب کہنے لگے: اے ابوالولید! ہم نے یہ چیز تو آپ ہی سے لی ہے۔ ہم تو شراب نوشی ترک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں، مگر ہمیں آپ کا یہ شعر اِس بات سے روک دیتا ہے کہ ؎

وَنَشْــرَبُهَــا فَتَتْرُكُنَـا مُـلُـوكـاً
وَ اُسُــداً مَّــا يُـنَهْــنِهُـنَـا الِّـلـقَـاءُ

(اور ہم شراب پیتے ہیں تو وہ ہمیں بادشاہ اور ایسا شیر بنا دیتی ہے کہ لوگ ہماری ملاقات سے بھاگتے ہیں۔)

اِس پر اُنھوں نے کہا: ہاں یہ ایک بات تھی جو میں نے جاہلیت کے زمانے میں کہہ ڈالی تھی۔ خدا کی قسم! جب سے مسلمان ہوا ہوں، پھر کبھی اُس کے بعد شراب کو منھ نہیں لگایا''۔[٦٩]

اِس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ عام جاہلی شاعروں کی طرح شراب نوشی سے دلچسپی رکھتے تھے اور اُس کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان بھی تھے، مگر یہ اسلام کی برکت کہئے کہ حسان جیسا میگسار، اسلام لانے کے بعد اُس بری چیز کو ایک آنکھ نہیں دیکھتا، نہ صرف یہی بلکہ اُن کا دل، جام ومینا کی نفرت سے لبریز ہو گیا اور ایسی نفرت کہ اب خود ہی شرابیوں کو برا بھلا کہہ رہے ہیں اور اُنھیں اِس بری حرکت سے باز رکھنے کی کوششیں کر رہے ہیں ۔

جو نہ تھے خود راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کردیا

حوالہ جات:-

[۱]المعجم الکبیر:۴۴/۴،المستدرک:۴۸۶/۳،سیر اعلام النبلا:۵۱۲/۲،الاستیعاب:۲۰/۱،تذہیب تہذیب الکمال:۲۰۹/۱،
الاصابہ:۳۲۶/۱،تہذیب الاسماءواللغات:۱۵۶/۱،الاعلام:۱۸۸/۲،معجم المؤلفین:۱۹۱/۳،اُسد الغابہ:۶/۲،

[۲]المعجم الکبیر:۴۴/۴

[۳]سیر اعلام النبلاء:۵۱۲/۲

[۴]المستدرک:۴۸۶/۳،تہذیب الکمال:۱۷/۶،الاصابہ:۳۲۶/۱

[۵]سیر اعلام النبلاء:۵۱۲/۲

[۶]الاصابہ:۳۲۶/۱

[۷]المستدرک:۴۸۶/۳،اُسد الغابہ ا/:۶

[۸]تہذیب الکمال:۱۷/۶

[۹]ایضاً

[۱۰]الاستیعاب:۴۴۵۲/۱،شذرات الذھب:۱۰۷/۴،اُسد الغابہ۲/:۷،السیرۃ النبویۃ:۱۹۱/۱

[۱۱]الاصابہ ا/:۲۳۶

[۱۲]سیر اعلام النبلاء:۵۲۳/۲

[۱۳]ایضاً

[۱۴]سیر اعلام النبلاء:۵۲۳/۲،تہذیب الکمال:۱۸۶/۶

[۱۵]اسد الغابہ:۷/۲

[۱۶]الاصابہ:۳۲۶/۱

[۱۷]المستدرک:۴۸۶/۳،التلخیص:۴۸۶/۳

[۱۸]المعجم الکبیر:۴۴/۴،سیر اعلام لنبلاء:۵۲۳/۲،تہذیب الکمال:۲۴/۶،تہذیب التہذیب:۲۱۷/۲

[۱۹]اسد الغابہ:۷/۲

[۲۰]الاصابہ:۳۲۶/۱

[۲۱]ایضاً

[۲۲]المستدرک:۴۸۶/۳،تہذیب الکمال:۲۰/۲،تہذیب التہذیب:۲۱۶/۲،اُسد الغابہ:۷/۲،تہذیب الاسماءواللغات:۱۵۷/۱

[۲۳]تہذیب الاسماءواللغات:۱۵۷/۱

[۲۴]ایضاً

[۲۵]المستدرک:۴۸۶/۳،تہذیب الکمال:۱۸/۶،الاصابہ:۳۲۶/۱،تہذیب الاسماءواللغات:۱۵۷/۱

[۲۶]تہذیب الاسماءواللغات:۱۵۷/۱

[۲۷]تہذیب الکمال:۱۸/۶،تہذیب التہذیب:۲۱۷/۲

[۲۸]سیراعلام النبلاء:۵۱۲/۲

[۲۹]الاصابہ:۳۲۶/۱

[۳۰]المستدرک:۴۸۶/۳

[۳۱]اُسدالغابہ:۵/۲،تہذیب الاسماءواللغات:۱۵۷/۱

[۳۲]سیراعلام النبلاء:۵۱۲/۲

[۳۳]بخاری:۲۲۵/۴،ترمذی:۱۲۷/۵،ابوداؤد:۳۰۴/۴،مسندامام احمد:۲/۶،المستدرک:۳/۴۸۷،المعجم الکبیر:۴۴/۴

[۳۴]تہذیب الاسماءواللغات:۲۵۷/۱

[۳۵]بخاری:۵۲۴/۲،مسلم:۱۹۳۳/۴،المعجم الکبیر:۴۱:۴،المستدرک:۳:۵۵۵

[۳۶]المعجم الکبیر:۴۲:۴،المستدرک:۵۵۵/۳

[۳۷]بخاری:۱۲۰/۴،مسلم:۱۹۳۳/۴،نسائی:۲/۱:۴۸

[۳۸]اُسدالغابہ:۲۱/۶

[۳۹]مسندامام احمد:۲۹۲/۶، بخاری:۴۲۵/۲،مسلم:۱۹۳۲/۴،ابوداؤد:۴/۲:۳۰۳

[۴۰]مسندامام احمد:۲۹۲/۶

[۴۱]سیراعلام النبلا:۵۱۳/۲

[۴۲]مسلم:۱۹۳۴/۴-۱۹۳۵-۱۹۳۶،المعجم الکبیر:۳۷/۴،۳۸،المستدرک:۵۵۵/۳-۵۵۶،الاستیعاب:
سیراعلام النبلاء:۵۱۴/۳-۵۱۵،تاریخ ابن عساکر:۱۳۰/۴،اُسدالغابہ:۵/۲

[۴۳]مسلم:۱۹۳۶/۴-۱۹۳۷-۱۹۳۸،المعجم الکبیر:۳۸/۴-۳۹،سیراعلام النبلاء:۵۱۶/۲،تاریخ ابن عساکر:۱۳۰/۴
المستدرک:۳/۴۸۷

[۴۴]سیراعلام النبلاء:۵۲۳/۲

[۴۵]سیراعلام النبلاء:۵۲۱/۲،تہذیب الکمال:۲۴/۶

[۴۶]سیراعلام النبلا:۵۱۵/۲،تاریخ ابن عساکر:۱۳۰/۴

[۴۷]شذرات الذہب:

[۴۸]تہذیب الکمال:۱۸/۶،سیراعلام النبلاء:۵۱۲/۲

[۴۹]الاستیعاب:۳۴۲/۱

[۵۰]الاصابۃ:۳۲۶/۱

[۵۱]اسدالغابہ:۲۴/۶،سیراعلام النبلاء:۵۲۹/۲

[۵۲]الاستیعاب:۱/۳۴۱

[۵۳]ایضاً

[۵۴]ایضاً

[۵۵]بخاری:۳/۲۶۴+۲۶۷۲،مسلم:۴/۲۱۲۹+۲۱۳۶

[۵۶]الاستیعاب:۱/۳۴۰،اُسدالغابہ:۲/۶

[۵۷]الاستیعاب:۱/۳۴۱

[۵۸]اُسدالغابہ۲/:۶-۷،الاستیعاب:۱/۳۴۰-۳۴۱،سیراعلام:۲/۵۱۵

[۵۹]سیراعلام النبلاء:۲/۵۱۸،تہذیب التہذیب:۲/۲۱۷،تہذیب الکمال:۶/۲۱،تاریخ ابن عساکر:۴/۱۳۱،

[۶۰]تاریخ ابن عساکر:۴/۱۲۹ا،سیراعلام النبلاء:۲/۵۱۳،

[۶۱]المستدرک:۳/۴۸۷

[۶۲]اسدالغابہ:۲/۶،الاستیعاب:۱/۳۴۰

[۶۳]سورۃ نور:،آیت:۱۱

[۶۴]سیراعلام النبلاء:۲/۵۱۷-۵۱۸

[۶۵]سیراعلام النبلاء:۲/۵۱۸،تاریخ ابن عساکر:۴/۱۳۱-تہذیب الکمال:۶/۲۱

[۶۶]سیراعلام النبلاء:۲/۵۱۹

[۶۷]کتاب التاریخ الکبیر:۳/۲۹،طبقات ابن سعد:۲/۵۲۳،تہذیب الکمال:۶/۲۲-۲۳،شذرات الذہب:۸/۱۴

[۶۸]سیراعلام النبلا:۲/۵۱۸

[۶۹]الاستیعاب:۱/۳۳۷-۳۳۸